البقرۃ: 41 [تالیف: بنت عبد الشکور]

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۖ وَّاِيَّاىَ فَاتَّقُوْنِ

(اور اُس [کتاب] پر ایمان لاؤ جو میں نے نازل کی جبکہ وہ اُس [کتاب] کی تصدیق کرنے والی ہے جو تمہارے پاس ہے اور تم اس کا سب سے پہلے انکار کرنے والے نہ بنو۔ اور تم میری آیتوں کو تھوڑی قیمت میں نہ بیچو۔ اور صرف مجھ ہی سے ڈرو۔)

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ (اور اُس [قرآن] پر ایمان لاؤ جو میں نے نازل کی جبکہ وہ اُس کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے جو تمہارے پاس ہے)

بنی اسرائیل سے کہا جا رہا ہے کہ قرآن مجید پر ایمان لاؤ جیسے اللہ تعالیٰ نے آخری رسول محمدﷺ پر نازل فرمایا ہے اور یہ قرآن مجید پہلے آسمانی کتابوں تورات اور انجیل کی بھی تصدیق کرتی ہے۔ یعنی قرآن مجید اُن پیشن گوئیوں کو سچی ثابت کر رہا ہے جو تورات میں آخری نبیﷺ کے بارے میں ہیں۔ تورات میں واضح طور پر محمدﷺ کی خصوصیات موجود تھی۔ مثلاً:

1> تمہارے بھائیوں میں سے آخری نبی آئے گا یعنی اسماعیلؑ کی اولاد سے۔ تورات میں یہ نہیں کہا گیا کہ تم میں سے ہی آخری نبی آئے گا۔

2> کس جگہ آخری نبی آئے گا اُس جگہ کی جو خصوصیات بیان کی گئی وہ ہو بہو مدینے کے ہی بارے میں تھی۔

3> حج کے بارے میں بھی کئی باتیں بتائی گئی جیسے لوگ وہاں جانور ذبح کرنے آئے گے (فلسطین یا کسی اور جگہ تو یہ کام نہیں ہوتا)۔ مکہ کے بارے میں بھی باتیں اُن کی تورات میں اب بھی موجود ہیں جس میں تلبیہ کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے۔

اِتنا ہی نہیں بلکہ آخری نبی [محمدﷺ] کے ساتھی [صحابہ] کی خصوصیات کا بھی ذکر تھا۔ اور بھی بے شمار پیشن گوئیاں محمدﷺ کے بارے میں اُن کی کتابوں میں موجود تھی۔ بہرحال

جو بھی اہل کتاب ایمان لائے گا اُسے دوہرہ [Double] اجر ملے گا۔

بخاری: رسولﷺ نے فرمایا: "تین شخص ہیں جن کے لیے دوگنا اجر ہے۔ ایک وہ جو اہل کتاب سے ہو اور اپنے نبی پر اور محمدﷺ پر ایمان لائے..."

تو اے بنی اسرائیل! اِس قرآن پر ایمان لے آؤ، تمہیں دوہرا اجر ملے گا۔ یہ قرآن اُسی نے نازل کیا جس نے تمہاری کتابیں نازل کی۔ جیسے موسیٰؑ اللہ کی طرف سے رسول ہے اُسی طرح محمدﷺ بھی اللہ کی طرف سے رسول ہے۔

وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ (اور تم اس کا سب سے پہلے انکار کرنے والے نہ بنو)

یہودیوں سے کہا جا رہا ہے کہ تم اِس قرآن کے پہلے انکار کرنے والے مت بنو۔ جبکہ مشرکین مکہ یہودیوں سے پہلے محمدﷺ کی دعوت کا انکار کر چکے تھے پھر ایسا کیوں فرمایا؟ اِس کا جواب دو طرح سے دیا گیا ہے:

1> ہجرت کے بعد، مدینہ میں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) میں سے قرآن مجید اور محمدﷺ کی رسالت کا پہلے انکار کرنے والے یہودی تھے۔ اِس لیے یہود کو "سب سے پہلے انکار کرنے والے" کہا گیا۔

2> اگرچہ مشرکین مکہ، یہود سے پہلے انکار کر چکے تھے مگر اُن کا انکار جہالت اور نادانی کی وجہ سے تھا جبکہ یہود حق کو خوب پہچانتے تھے اور اُن کا انکار جانتے بوجھتے تھا۔ یعنی خواہ ترتیب میں یہود بعد میں آئے لیکن علم و کتاب والے ہونے کی وجہ سے اُن کا مقام پہلے آتا ہے۔ یعنی قرآن کو جان بوجھ کر جھٹلانے والوں میں اوّل مت ہو کہ قیامت تک کے انکاریوں کا وبال تمہاری گردن پر ہو۔

اگر تم نے ہی قرآن اور محمدﷺ کی رسالت کا انکار کیا تو اُمی اہل عرب اور تمہاری اولاد بھی تمہاری ہی روش پر چلے گی۔ اِس طرح سب کے گناہ کا حصہ تم پر بھی ہو گا۔

مسلم: رسولﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے ہدایت کی دعوت دی اُسے اُس ہدایت کی پیروی کرنے والوں کے اجر کے برابر اجر ملے گا اور اُن کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہو گی اور جس شخص نے کسی گمراہی کی دعوت دی، اُس پر اُس کی پیروی کرنے والوں کے برابر گناہ [کا بوجھ] ہو گا اور اُن کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہو گی۔"

مشرکین مکہ یہودیوں سے پوچھتے تھے کہ کیا یہ وہی نبی ہے جس کا ذکر تمہاری کتابوں میں ہیں؟ تو یہود جاننے کے باوجود کہتے تھے کہ ہماری کتابوں میں جو صفات آخری نبی کی آئی ہیں وہ مختلف ہیں۔ لوگ یہودیوں کو دیکھتے تھے کہ یہ کیا کرتے ہیں پھر ہم بھی ویسے ہی کریں گے کیونکہ یہودی پڑھے لکھے علم والے، کتاب والے تھے۔ لیکن علم ہونے کے باوجود یہودیوں نے لوگوں کو حق کی بات نہ بتائی اور گمراہ کر دیا۔

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا (اور تم میری آیات کے بدلے تھوڑی سی قیمت مت لو)

اِس کا مطلب یہ نہیں کہ زیادہ قیمت کے بدلے ایسا کرو۔ بلکہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کر کے جو قیمت بھی وصول کرو گے وہ حقیر ہے۔ کیونکہ دنیا کا مال خواہ کتنا ہی ہو، آخرت کے مقابلے حقیر اور فنا ہونے والا ہے۔ النساء: 77 ہے قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ "(کہہ دو! دنیا کا فائدہ/سامان بہت تھوڑا ہے)۔

اللہ کی آیات کے بدلے تھوڑی سی قیمت کا مطلب:

1> مال، عہدہ، شہرت یا کسی دنیا کے فائدے کے لیے اللہ کی آیات یا احکام کو چھپانا یا آیات کا مطلب بدل دینا۔

2> لوگوں کو خوش کرنے یا دنیاوی فائدے حاصل کرنے کے لیے غلط فتوے دینا۔

آج ہمارے اندر بھی کچھ لوگوں نے یہی روش اختیار کی ہے۔ مثلاً لوگوں نے یہ غلط فتوے دیئے ہیں:

1> سود حرام ہے لیکن غیر مسلم سے سود لے یا دے سکتے ہیں۔

2> زکات ہر سال دینے کی ضرورت نہیں بلکہ ایک بار ہی دے دو۔ اور کچھ لوگوں نے تو زکات سے بچنے کے لیے کئی حیلے بھی لوگوں کو سکھائے۔ اور بھی کئی غلط فتوے صرف دنیاوی فائدے کے لیے دیتے ہیں۔

قرآن کی تعلیم پر اجرت [Fees] لینا:-

قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے، بشرطیکہ مقصد دین کی خدمت ہو اور اُسے ناجائز طریقے سے تجارت کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ اگر مقصد صرف دنیا کمانا اور دین کو تجارت بنانا ہو تو یہ قابلِ مذمت ہے۔ نیت دین کی خدمت ہو اور اجرت کو صرف روزی کا جائز ذریعہ سمجھا جائے۔

قرآن کی تعلیم دینے والوں کی قدر کرے:-

قرآن مجید کی صحیح تعلیم دینا ایک بہت ہی عظیم ذمہ داری ہے۔ اِس کے لیے علم، وقت، محنت، صبر اور اخلاص کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو لوگ اپنی زندگی کا قیمتی وقت بچوں اور بڑوں کو قرآن سکھانے میں لگاتے ہیں، وہ دراصل ہمارے معاشرے کی دینی بنیاد کو مضبوط کر رہے ہوتے ہیں۔

مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ آج بہت سے لوگ دنیا کے ہر کام کے لیے خوشی سے پیسے خرچ کر دیتے ہیں۔ ڈاکٹر، انجینئر، وکیل، ٹیچر، مستری یا کسی بھی ماہر کی فیس ادا کرنے میں انھیں کوئی تردد نہیں ہوتا۔ لیکن جب بات قرآن پڑھانے والے کی آتی ہے تو بعض لوگ فیس دینے میں ہچکچاتے ہیں یا کم سے کم دینے کی کوشش کرتے ہیں یا یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم تو مفت ہونی چاہیے یا آج کل تو کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ صرف مفت تعلیم ہی نہیں بلکہ قرآن کی تعلیم دینے والے انھیں کچھ انعامات بھی دے اِسکی توقع کرتے ہیں۔

ذرا سوچیں! جو شخص آپ کو یا آپ کے بچوں کو اللہ کی کتاب پڑھا رہا ہے، انھیں صحیح تلاوت سکھا رہا ہے، دین سے جوڑ رہا ہے، قرآن کو دلوں میں بسا رہا ہے اور آخرت کی کامیابی کا راستہ دکھا رہا ہے، تو کیا ہم اُس کا حق ادا کرنے کی کوشش نہیں کریں گے؟ حالانکہ ایسے استاد قدر، تعاون، عزت اور اجرت کے زیادہ حقدار ہیں۔

بخاری: اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ "(جن چیزوں پر تم اجرت لو، اُن میں سب سے زیادہ حقدار اللہ کی کتاب [قرآن] ہے۔")

یاد رکھیے! جس معاشرے میں قرآن کے معلم عزت، حوصلہ افزائی اور مناسب تعاون پاتے ہیں، وہاں قرآن کی تعلیم کھلتی پھولتی ہے۔ اور جہاں اُن کی محنت کی قدر نہیں کی جاتی، وہاں آہستہ آہستہ اِس عظیم خدمت کو انجام دینے والے بھی کم ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اِس لیے قرآن سکھانے والوں کی عزت کریں، اُن کی قدر کریں گے اور اپنی استطاعت کے مطابق اُن کا بھرپور تعاون کرے۔ اُن کی اجرت دینے میں کنجوسی نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن سے محبت، اُس پر عمل کرنے اور اُس کی خدمت کرنے والوں کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ایصالِ ثواب کے لئے ختمِ قرآن پر اجرت لینا جائز نہیں:

مُردوں کو ایصالِ ثواب کے لیے ختمِ قرآن کرانا یا کوئی دوسرا وظیفہ پڑھوانا قرآن اور صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ اِس لیے یہ بدعت میں آتا ہے۔ جب یہ بدعت ہی ہے تو ایسے کام پر اجرت لینا کیسے جائز ہو گا۔

وَّاِيَّاىَ فَاتَّقُوْنِ (اور مجھ ہی سے ڈرو۔)

جس میں تقویٰ ہو گا وہی اللہ کی فرمانبرداری کرے گا اور منع کی گئی چیزوں سے رُک جائیگا۔ اگر انسان اللہ سے نہیں ڈرے گا تو کبھی وہ لوگوں سے ڈرے گا اور کبھی وہ دنیا کے نقصان سے ڈرتے رہے گا۔ بہرحال۔

اپنے اندر اللہ کا ڈر رکھو، لوگوں کا نہیں۔ اور نہ ہی اِس بات سے ڈرو کہ اگر ہم نے محمدﷺ کو آخری نبی مان لیا تو ہماری سرداری چلی جائے گی، پھر لوگ ہماری قدر نہیں کریں گے، لوگ ہم سے فتویٰ نہیں پوچھے گے۔ یا اِس بات سے نہ ڈرو کہ اگر ہم نے غلط فتویٰ نہیں دیا یا اگر ہم نے صحیح دین کا پیغام پہنچا یا تو ہمارا کاروبار کیسے چلے گا۔

حکمت؟ پچھلی آیت میں فَارْهَبُوْنِ اور اِس آیت میں فَاتَّقُوْنِ:-

اِس سے پہلی آیت (40) میں وَاِيَّاىَ فَارْهَبُوْنِ (اور مجھ ہی سے ڈرو) کیونکہ وہاں خطاب بنی اسرائیل سے تھا اور یہود میں اللہ کا خوف رکھنے والے کو وہ راھب کہتے تھے۔ اب اِس آیت میں کہا گیا وَاِيَّاىَ فَاتَّقُوْنِ۔ کیونکہ جب وہ راھب ایمان لا کر امت محمدیہ میں داخل ہو جائیگے تو امت محمدیہ میں اللہ کا خوف رکھنے والے کو متقی کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

خلاصہ:

اِس آیت میں 4 باتوں کا حکم دیا گیا ہے:

1> قرآن پر ایمان لاؤ۔

2> سب سے پہلے اِس کا انکار کرنے والے نہ بنو۔ تم تورات میں رسولﷺ کی آمد کے تعلق سے جان چکے ہو تو تمہیں تو سب سے پہلے اُن پر اور اُن کے لائے ہوئے پیغام پر ایمان لانا چاہیے۔

3> دنیا کے فائدے کی خاطر مصالحت [Compromise] نہ کیا کرو۔

4> صرف اور صرف اللہ ہی سے ڈرو۔

Compiled by: Bint A. Shakoor

(As-Saajidoon)